فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آپ کے شرعی مسائل کا حل

فتاویٰ یسئلونک دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

شمارہ 117 | جمعۃ المبارک 23 شوال المکرم 1442ھ 04 جون 2021ء

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- پرائز بانڈ کی رقم سے غریب کی مدد کرنا
- غسلِ میت کے وقت کپڑے قینچی سے کاٹنے کا حکم
- زکوٰۃ دینے کی وجہ سے تنخواہ میں اضافہ نہ کرنا
- جسم کے مستور اعضاء پر دم کرنا
- سفارش کرنے پر اجرت لینا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com
پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com
پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

پرائز بانڈ کی رقم سے غریب کی مدد کرنا

سوال: ایک بہن کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، ان کو اپنے شوہر کے اکاؤنٹ سے کچھ پرائز بانڈز اور شیئرز ملے ہیں، کچھ پرائز بانڈز پر انعام بھی نکلا ہے، جو ان کے شوہر نے نہیں لیا تھا، اب ان کی بیوی کا خیال ہے کہ یہ انعامی پیسہ لے کر کسی غریب کی مدد کر دی جائے اور گورنمنٹ کو پیسہ نہ جائے۔ کیا ان کا ایسا کرنا جائز ہوگا؟ کیا ان کے شوہر کی ملکیت ہونے کی وجہ سے ان کے لیے باعث عذاب تو نہ ہوگا اور شیئرز کے بارے میں بھی بتائیں کہ وہ اس کا کیا کریں؟ کیا شیئرز کا کاروبار جائز ہے۔

جواب: شیئرز کے کاروبار کے جائز ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ جس کمپنی کے شیئرز کی خرید و فروخت کا ارادہ ہو اس کمپنی کا کاروبار حلال ہو۔

۲۔ اس کمپنی کے کل اثاثے سیال (Liquid Assets) نہ ہوں بلکہ کچھ منجمد اثاثے (Fixed Assets) وجود میں آ چکے ہوں۔

۳۔ کمپنی کا کل کاروبار تو حلال ہو لیکن قانونی مجبوریوں کے پیش نظر وہ کمپنی کچھ سودی لین دین کرتی ہو تو سالانہ اجلاس عام (AGM) میں اس سودی لین دین کے خلاف آواز اٹھائی جائے اور اس پر عدم رضامندی کا اظہار کیا جائے۔

۴۔ جب منافع تقسیم ہو تو آمدن کے گوشوارے کے ذریعے سودی لین دین سے حاصل ہونے والے حصہ کو معلوم کر کے اپنے منافع میں سے اتنا فیصد حصہ بغیر ثواب کی نیت سے صدقہ کر دیا جائے۔

اگر مذکورہ خاتون کے شوہر نے مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ شیئرز خریدے تھے تو ان کا استعمال خاتون کے لیے جائز ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ان شیئرز کو مارکیٹ میں فروخت کر کے حاصل شدہ رقم کو شوہر کے تمام ورثاء کے درمیان تقسیم کرے۔

پرائز بانڈ کی خرید و فروخت سود اور قمار پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ لہٰذا اگر کسی نے لاعلمی میں خرید لیا تو اس کی اصل رقم حلال ہے اور انعام کے نام پر ملنے والی رقم سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اس وضاحت کے بعد صورت مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ پرائز بانڈ اور اس پر ملنے والی انعامی رقم دونوں بینک سے وصول کر لی جائیں، اس کے بعد اصل رقم ترکے میں شامل کر کے شرعی ورثاء میں تقسیم کی جائے اور انعامی رقم بلا نیت ثواب غرباء میں تقسیم کی جائے۔

غسلِ میت کے وقت کپڑے قینچی سے کاٹنے کا حکم

سوال: کیا غسلِ میت کے لیے میت کے کپڑوں کو قینچی سے کاٹنا واجب یا فرض ہے، رہنمائی فرمائیں؟

جواب: میت کو غسل دیتے وقت میت کے جسم میں موجود تمام کپڑوں کو قینچی سے کاٹنا فرض یا واجب نہیں۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل دیتے وقت ستر والے حصے میں کوئی موٹا کپڑا ڈال کر میت کے کپڑے اتار دیے جائیں، کرتہ، بنیان وغیرہ جن کپڑوں کا اتارنا مشکل ہو، ان کو قینچی سے کاٹ کر یا چاک کر کے جسم سے اتار دیا جائے اور اس کے بعد غسل دیا جائے۔

وتستر عورته بخرقة؛ لأن حرمة النظر إلى العورة باقية بعد الموت قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لا تنظروا إلى فخذ حي ولا ميت» ولهذا لا يباح للأجنبي غسل الأجنبية دل عليه ما روى عن عائشة أنها قالت كسر عظم الميت ككسره وهو حي ليعلم أن الآدمي محترم حيا وميتا وحرمة النظر إلى العورة من باب الاحترام (بدائع الصنائع، ۳۰۰/۱)

وتستر عورته بخرقة من السرة إلى الركبة، كذا في محيط السرخسي، وهو الصحيح (الفتاوى الهندية، ۱۵۸/۱)

(قوله ويجرد من ثيابه) ليمكنهم التنظيف لأن المقصود من الغسل هو التطهير لا يحصل مع ثيابه لأن الثوب متى تنجس بالغسالة تنجس به بدنه ثانيا بنجاسة الثوب فلا يفيد الغسل فيجب التجريد كذا في العناية (حاشية ابن عابدين، ۱۹۵/۲)

زکوٰۃ دینے کی وجہ سے تنخواہ میں اضافہ نہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک کمپنی میں ملازمت کرتا ہوں اور مستحق زکوٰۃ بھی ہوں۔ کمپنی کا مالک

ہمیں تنخواہیں بھی دیتا ہے اور اپنی زکوٰۃ کی رقم بھی علیحدہ دیتا ہے، جو کہ تنخواہ کے علاوہ ہے، لیکن ہماری تنخواہ سال پورے ہونے پر بڑھاتا نہیں ہے اور جب ہم تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ کرتے ہیں، تو آگے سے کہتے ہیں کہ میں تمہیں زکوٰۃ بھی تو دیتا ہوں تو اب تنخواہ بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا ٹھیک ہے کہ زکوٰۃ کی رقم دینے کی وجہ سے تنخواہیں نہیں بڑھائی جائیں؟

جواب: یاد رہے کہ زکوٰۃ کسی عمل کے معاوضے کے طور پر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ لہذا کمپنی کے مالک پر لازم ہے کہ اگر اپنے مستحقین زکوٰۃ ملازمین کی مدد زکوٰۃ کی رقم سے کرنا چاہے تو اس کے حساب کو کمپنی کی تنخواہ سے بالکل جدا رکھے۔ اس کے بعد تنخواہ بڑھانے سے متعلق تفصیل یہ ہے کہ اگر کمپنی کے قانون اور معاہدے میں یہ بات شامل ہو کہ سال پورا ہونے پر ملازم کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے گا تو اس صورت میں صرف زکوٰۃ دے کر تنخواہ نہ بڑھانا ملازم کے ساتھ زیادتی ہے اور اس میں معاہدے کی خلاف ورزی ہے، اس لیے کمپنی کے مالک پر لازم ہے کہ وہ معاہدے کے تحت ملازم کی تنخواہ میں سالانہ اضافہ کرے۔ لیکن اگر معاہدے میں یہ بات شامل نہ ہو تو پھر سالانہ تنخواہ بڑھانا مالک پر لازم نہیں۔ البتہ دونوں صورتوں میں ملازم کے مستحق ہونے کی بنا پر اس کے ساتھ تعاون کا معاملہ جاری رکھنا چاہیے۔

ثُمَّ رَوَى ابْنُ مَرْدَوَيْهِ، وَابْنُ حِبَّانَ، وَالْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ، وَالنَّسَائِيّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى» (تفسير ابن كثير ت سلامة، ١/ ٦٩٤)

جسم کے مستور اعضاء پر دم کرنا

سوال: کچھ اذکار اور دعائیں پڑھ کر دم کی جاتی ہیں، اور کچھ دعائیں ہاتھ رکھ کر، یا ہاتھ پھیر کر دم کی جاتی ہیں، مثلاً جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو، تو وہاں ہاتھ رکھ کر دم کر دیا جاتا ہے۔ تو کیا اگر شرم گاہ میں کوئی بیماری یا تکلیف ہو تو کیا ان طریقوں میں سے کسی طریقے پر دم کیا جا سکتا ہے؟ کیا اس طرح کرنا درست ہے؟

جواب: کسی بھی جائز مقصد کے لیے قرآن کریم کی آیات اور احادیث سے منقول دعاؤں اور متبرک کلمات کے ذریعے دم، جھاڑ پھونک اور تعویذات کرنا شرعاً چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ تعویذ قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ کی دعاؤں یا ایسے کلمات پر مشتمل ہوں جن کے معانی سمجھ میں آسکتے ہوں اور ان کا مفہوم شریعت کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ عربی زبان میں ہوں، نیز ایسے کلمات پڑھے یا لکھے نہ جائیں جو غلط عقائد پر دلالت کرتے ہیں۔

۳۔ ان کے ذریعے کسی کو تکلیف دینا مقصود نہ ہو۔

۴۔ ان کو مؤثر حقیقی نہ سمجھا جائے بلکہ مؤثر حقیقی صرف اللہ کی ذات کو سمجھا جائے ان شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی بھی جائز مقصد کے لیے جھاڑ پھونک اور تعویذ کرنا جائز ہے۔

آدمی مسنون دعائیں پڑھ کر جسم پر پھونک مارے، یا اپنے ہاتھوں پر پھونک کر ہاتھوں کو جسم پر مل لے، یہ سب جائز ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جب سے وہ مسلمان ہوئے ہیں، تو ان کو اپنے بدن میں درد محسوس ہوتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو، اس کے بعد سات بار أعوذ باللہ وقدرته من شر ما أجد وأحاذر کہو، یعنی میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جس کو میں پاتا ہوں، اور آئندہ ہونے والے خطرے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

لہذا صورتِ مسئولہ میں کسی شخص کو جسم میں کسی بھی جگہ مثلاً کمر، پیٹ، ران، یا شرم گاہ وغیرہ میں کوئی بیماری، یا تکلیف ہو تو دعائیں یا اذکار وغیرہ پڑھ کر اس درد کی جگہ پر دم کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ شرم گاہ پر از خود دم کرے کسی دوسرے کی شرم گاہ پر ہاتھ رکھ کر دم کرنا، یا اپنی شرم گاہ پر کسی دوسرے سے دم کروانا جائز نہیں۔

ولا بأس بالمعاذات إذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالى ويقال رقاه الراقى رقيا ورقية إذا عوذه ونفث فى عوذته قالوا وإنما تكره

العوذة إذا كانت لغير لسان العرب ولا يدرى ما هو ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به) حاشية ابن عابدين (٦/٣٦٣)

وقد أجمع العلماء على جواز الرقى عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى أو بأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى. واختلفوا في كونها شرطا، والراجح أنه لا بد من اعتبار الشروط المذكورة. (فتح الباري، ١٠/١٩٥)

عن عثمان بن أبي العاص الثقفي، أنه شكا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعا يجده في جسده منذ أسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ضع يدك على الذي تألم من جسدك، وقل باسم الله ثلاثا، وقل سبع مرات أعوذ بالله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر» (صحيح مسلم، ٤/ ١٧٢٨)

عن عائشة، قالت: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا مرض أحد من أهله نفث عليه بالمعوذات، فلما مرض مرضه الذي مات فيه، جعلت أنفث عليه وأمسحه بيد نفسه؛ لأنها كانت أعظم بركة من يدي» وفي رواية يحيى بن أيوب: بمعوذات. (صحيح مسلم، ١٤/٤٠٣)

عن عائشة رضى الله عنها أن النبى صلى الله عليه وسلم، كان ينفث على نفسه في المرض الذي مات فيه بالمعوذات، فلما ثقل كنت أنفث عنه بهن، وأمسح بيد نفسه لبركتها. فسألت الزهري: كيف ينفث؟ قال: كان ينفث على يديه ثم يمسح بهما وجهه. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ١/٢/٢٦٢)

والحديث الآخر «من علق تميمة فلا أتم الله له» لأنهم يعتقدون أنه تمام الدواء والشفاء، بل جعلوها شركاء لأنهم أرادوا بها دفع المقادير المكتوبة عليهم وطلبوا دفع الأذى من غير الله تعالى الذي هو دافعه اهـ ط وفي المجتبى: اختلف في الاستشفاء بالقرآن بأن يقرأ على المريض أو الملدوغ الفاتحة، أو يكتب في ورق ويعلق عليه أو في طست ويغسل ويسقى. وعن «النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه كان يعوذ نفسه» قال -رضي الله عنه-: وعلى الجواز عمل الناس اليوم، وبه وردت الآثار (حاشية ابن عابدين، ٦/٣٦٤)

سفارش کرنے پر اجرت لینا

سوال: ایک شخص دوسرے شخص کو کینیڈا کی ایک کمپنی میں اپنے تعلقات کی بنیاد پر سفارش کر کے ملازمت دلوا رہا ہے، لیکن شرط یہ رکھ رہا ہے کہ سفارش پر ملازمت دلوانے کے بعد ملازمت کرنے والا شخص ہر ماہ اپنی تنخواہ میں سے کچھ رقم اسے دے گا، مثلاً اگر تنخواہ ہزار ڈالر ہے تو اس میں سے ایک سو یا دو سو ڈالر سفارش کرنے والے کو دینا ہوں گے، تو کیا سفارش کرنے والے شخص کا ملازمت کرنے والے شخص کی تنخواہ میں سے اجرت کا مطالبہ کرنا جائز ہے؟

جواب: کسی جائز کام کے لیے سفارش کرنا باعث اجر وثواب ہے، لیکن سفارش کے بدلے میں کسی قسم کی اجرت کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں سفارش کرنے والے شخص کا سفارش کر کے ملازمت دلوانے پر کسی قسم کی اجرت کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔ یہ رشوت کے حکم میں داخل ہونے کی وجہ سے اس کا لینا دینا حرام ہے۔

لانه لم ينقل تقومه، وتقوم المنافع بغير القياس فما لم ينقل لايجوز القول بتقومه وايضا فلا تعب في الشفاعة ولا يعطون الاجر عليها من حيث انه عمل فيه مشقة بل من حيث انها مؤثرة بالوجاهة والوجاهة وصف غير متقوم فجعلوا اخذ الاجر عليها رشوة وسحتا. (امداد الفتاوى جديد، ٧/٢٩٨)

منها أن تكون المنفعة مقصودة يعتاد استيفاؤها بعقد الإجارة ويجرى بها التعامل بين الناس؛ لأنه عقد شرع بخلاف القياس لحاجة الناس ولا حاجة فيما لا تعامل فيه للناس فلا يجوز استئجار الأشجار لتجفيف الثياب عليها والاستظلال بها؛ لأن هذه منفعة غير مقصودة من الشجر (بدائع الصنائع، ٤/١٩٢)

ثانيا: أن تكون المنفعة متقومة مقصودة الاستيفاء بالعقد، فلا تنعقد اتفاقا على ما هو مباح بدون ثمن لأن إنفاق المال في ذلك سفه. والمذاهب في تطبيق ذلك الشرط بين مضيق وموسع. وأكثرهم في التضييق الحنفية، حتى إنهم لم يجيزوا استئجار الأشجار للاستظلال بها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ١/٢٥٩)

ختم شد